# احساس کے کرب تلے

**حنیف سیّد**

12/34،سوئی کٹرا،آگرہ(یوپی)،موبائل:9319529720

یہ احساس ہی تو تھا، جولنگو کی یاد سے نجات دلانے میں ناکام تھا، وہ جتنا لنگو کو بھلانے کی کوشش کرتا، اُتنا ہی یاد کا دریا دہاڑیں مار کر اُمڈتا۔ پچھلی ساری رات تو اُس نے ٹہل کر گزار دی تھی، کھانا وانا سب چھوڑ رکھا تھا، لنگو کی یاد میں۔ پہلے کبھی جس لنگو سے نفرت تھی اُس کو، اُسی کے لیے بے کل تھا، وہ آج۔ لنگو کے متعلق کچھ سوالات تھے اس کے ذہن میں جو بے چین کیے تھے، اُس کو۔

’’جب میری گاڑی شکار کے واسطے جنگل پہنچی، تو لنگو میری گاڑی کے سامنے آیا ہی کیوں....؟ اور جب آیا، اور میں نے اپنے ڈرائیور سے اُس کو کچلنے کو کہا، تو وہ ندی کے کنارے والے راستے کی جانب ہی کیوں بھاگا...؟ وہ پاس کے جھاڑی والے راستے پر بھی تو جا سکتا تھا اور پڑوس کے درخت پر بھی چڑھ سکتا تھا اور جب میں ندی کے کنارے والے راستے پر نہ جا کر جھاڑی والے راستے پر مڑ گیا تو پھر لنگو میری گاڑی کے سامنے دوبارا کیوں پلٹ آیا....؟ اور جب ڈرائیور نے اُس کو کچلنا چاہا تو بھاگنے کے لیے ندی والا راستہ ہی کیوں چنا اُس نے....؟ اس طرح وہ میری گاڑی کے سامنے بار بار آتا ہی کیوں تھا....؟ اور جب آتا تھا تو پھر ندی کے کنارے والے راستے پر ہی کیوں بھاگتا تھا....؟ اس کا مطلب کہ وہ جھاڑی میں گھات لگائے شیر کے حملے سے مجھ کو بچانا چاہتا تھا اور جب میں ندی کے راستے پر نہ جا کر جھاڑی کے راستے پر چل پڑا، تو پھر لنگو نے پلٹ کر جھاڑی میں چھپے شیر پر چھلانگ کیوں لگائی اور جب شیر نے لنگو کو نظر انداز کر کے میری جانب چھلانگ لگا دی اور میری رائفل ہاتھ سے چھوٹ کر گاڑی کے نیچے جا گری، تو لنگو چھلانگ لگا کر شیر کے سامنے کیوں آیا....؟ اور جب شیر، لنگو کی جانب لپکا تو لنگو بھاگا کیوں...؟ اور جب شیر نے پلٹ کر مجھ پر چھلانگ لگانے کی کوشش کی تو لنگو دوبارا شیر کے سامنے کیوں آیا....؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ لنگو جھاڑی میں چھپے شیر کے حملے سے مجھ کو بچانا چاہتا تھا۔‘‘ یہی سوالات تھے جو اُس کو بے چین کیے تھے۔

دراصل لنگو، دُم کٹا لنگوری بندر تھا۔ کہتے ہیں کہ محلے میں دیسی بندروں کا جب آتنک بڑھا تو محلے کے لوگ ایک مداری کو لے آئے تھے۔ جس کے پاس ایک مادہ لنگور تھی۔ جس کے خوف سے سارے دیسی بندر نو دو گیارہ ہو گئے تھے، لیکن ایک ماہ کے اندر ہی مداری ڈینگو بخار کا شکار ہو گیا، بے چاری بدحواس مادہ لنگور زیادہ تر مداری کی قبر پر اپنا وقت گزارنے لگی۔ کچھ ہی دنوں بعد مادہ لنگور نے ایک نر بچے کو جنم دیا۔ ایک دن جب اچانک مادہ لنگور بھی الیکٹرک پول میں جھلس کر موت کا شکار ہو گئی۔ اُس کے بے سہارا بچے کو رفتہ رفتہ دیسی بندروں نے اپنا لیا اور جب بچہ جوان ہوا تو اس کی تمکنت دیسی بندروں سے سوا ہو گئی۔ وہ سب بندروں سے توانا، ہوشیار، سمجھ دار اور پھرتیلا ہونے کے سبب سب کا محافظ بن گیا۔ اگر کوئی شخص بھولے سے بھی کسی دیسی بندر کو پریشان کرنے کی کوشش کرتا تو لنگور اُچھل کر بندروں کی حفاظت کے لیے اپنی جان ٹیک دیتا۔

سارے بندر ٹولی بنا کر کالج کی چھت پر صبح کے دھندلکے کا بے صبری سے انتظار کرتے، جیسے ہی رات کی سیاہی کو دھندلکا نگلنے کے لیے اپنا جبڑا پھیلاتا، بندروں کو رات کا بچا کھچا کھانا دیواروں، چھجوں، دروازوں اور گلیاروں میں دکھائی دیتا۔ وہ جلدی جلدی کھانا اپنی اپنی گرفت میں لے کر ادھر ادھر بھاگ نکلتے۔ بندروں کا باقی وقت ابس اڈے، اسٹیشن، اسپتال وغیرہ میں اچھل کود کر کے لوگوں کے کھانے پینے کی چیزوں کی چھینا جھپٹی میں نکل جاتا۔

ایک دن اچانک لنگوری بندر غائب ہو گیا۔ دو ماہ بعد جب دکھائی دیا تو اُس کی دُم اور ایک پچھلا پیر غائب تھا۔ لوگوں نے بتایا: ’’ریلوے اسٹیشن پر کسی مسافر کا چشمہ اتار کر بھاگنے کے باعث ٹرین کی زد میں وہ اپنی دم اور پچھلا ایک پیر گنوا بیٹھا۔‘‘ اس حادثے کے بعد لوگ اُس کو دُم کٹا لنگو کہنے لگے، اب لنگو تقریباً سبھی بندروں سے دبلا، پتلا، لاغر، کمزور، نحیف اور ناتواں ہو گیا تھا۔ جس کے سبب اب اُس کو دوسرے بندروں سے بچا کھچا کھانا ہی مل پاتا تھا، خاص طور سے سامنے کی بوڑھی کا کی رات کا بچا کھچا کھانا اُسے دیکھ کر گلیارے میں ڈال دیتی تھی اور لنگو بہ مشکل تمام

گلیارے میں اتر کر جلدی جلدی اپنا پیٹ بھر لیتا تھا۔

ایک دن جیسے ہی اُس نے سیف سے اپنی زندگی کی پونجی نکال کر میز پر رکھی، لنگو کاکی کے گلیارے سے چھلانگ لگا کر ساری پونجی لے اُڑا۔ یہ دیکھتے ہی اُس نے رائفل لے کر چھتوں چھتوں لنگو کو تلاش کیا، لیکن لنگو کا کہیں پتہ نہ چلا۔ یوں تو اُس کو فالتو کے ان جانوروں اور کیڑے مکوڑوں سے سخت نفرت تھی۔ اس حادثے سے اُس کی ان جانوروں سے نفرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ جب سے اُس نے ہوش سنبھالا تھا وہ تب ہی سے مکھیوں، مچھروں، چھپکلیوں، چوہوں، بلیوں اور کتوں کو بے کار کی مخلوق سمجھتا تھا۔ اُس نے چوہے مار دوا کو شکر میں ملا کر اپنے مکان کے اردگرد کی مکھیاں و مکڑیاں و دیگر کیڑے مکوڑے فنا کر ڈالے تھے۔ مچھروں کی نفسیات سے وہ بخوبی واقف تھا۔ اُس نے سمجھ لیا تھا کہ مچھر اندھیرے اور ٹھنڈے مقام کو پسند کرتے ہیں۔ شام ہوتے ہی مچھر باہر نکل جاتے ہیں اور صبح سورج نکلنے سے پیشتر ہی ٹھنڈے مقام تلاش کرنے لگتے ہیں۔ اسی لیے وہ شام اور صبح کو دروازے میں مچھر دانی لگا کر اُس میں مچھروں کو قید کر کے مچھر دانی کو دھوپ میں رکھ دیتا تھا۔

جس دن سے لنگو اس کی پونجی لے کر اُڑا تھا، اُسی دن سے کاکی کی لاٹری نکل آئی تھی، کاکی نے دوسرے ہی دن سے لنگو کی سیوائیں مزید بڑھادی تھیں۔ اُس نے بندروں اور کتوں کو گلیارے میں آنے سے روکنے کی کوشش تو بہت کی، لیکن بندروں اور کتوں نے اُس کی کوشش کے آگے اپنی اپنی جانیں ٹیک دیں۔ ایک دو ہوتے تو ان کے سینوں میں چوری چھپے رائفل کی گولی اُتار بھی دیتا، لیکن اتنی ضخیم فوج کو کہاں تک مارتا۔ ایک دن تنگ آکر اُس نے بندروں کا آتنک جنگل وبھاگ کو لکھ مارا۔ نتیجے میں جنگل وبھاگ نے چھاپہ مارا اور بہت سے بندر پکڑ لے گئے۔ اُس کے بعد لنگو کبھی دکھائی نہ دیا۔

شکار پر اچانک لنگو دکھا تو اس کے اشارے پر ڈرائیور نے لنگو کو کچلنے کی کوشش تو بہت کی، لیکن ناتواں لنگو، گاڑی اور شیر سے بچتا رہا۔ جب شیر نے موقع پا کر اُس پر حملہ کر دیا تو لنگو چھلانگ لگا کر شیر اور اُس کے درمیان آیا، شیر لنگو کو دبوچ کر جھاڑی میں گم ہوگیا۔ لیکن لنگو کی قربانی سے اُس کی زندگی برباد ہوگئی۔

''ہائے، لنگو....!'' آج پھر اُس کو لنگو کی قربانی نے جھنجھوڑا اور وہ بے ہوش ہوگیا۔

◆◆◆


## مثنوی چراغِ دیر (مع پانچ اردو تراجم)

غالبؔ کی مثنوی ''چراغِ دیر'' مع پانچ اردو تراجم، اردو اکادمی، دہلی کی تازہ ترین کتاب ہے جسے ممتاز محقق، ناقد و شاعر اور دہلی یونیورسٹی کے سابق صدر شعبۂ اردو پروفیسر صادق نے مرتب کی ہے۔ آپ نے تلاش و تحقیق کے بعد اردو کے پانچ اہم ادیبوں کے ترجموں کو حاصل کیا ان میں ظ۔ انصاری، اختر حسن، علی سردار جعفری، حنیف نقوی اور کالیداس گپتا رضا کے تراجم ہیں۔ اختر اسن اور حنیف نقوی نے منظوم ترجمہ کیا ہے جب کہ بقیہ تین تراجم منثور ہیں۔ ''مثنوی چراغِ دیر'' مرزا اسداللہ خاں غالب کی فارسی شاعری کا ایسا شاہکار نمونہ ہے جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ مرزا غالب نے یہ مثنوی سفر کلکتہ کے دوران بنارس میں قیام کے دوران لکھی تھی۔ پروفیسر صادق نے اس کام کو ایسے سلیقے سے انجام دیا ہے کہ اس مثنوی کی اہمیت دوبالا ہوگئی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ زیر نظر کتاب ریسرچ اسکالرز کی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ عام قارئین کی دلچسپی کا باعث بھی ہوگی۔

مرتب: پروفیسر صادق　　　صفحات: ۱۰۸، قیمت: ۴۵ روپے

**ناشر: اردو اکادمی، دہلی**